نہیں جا سکتا۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ابن صوریا قطوبی نے حضور ﷺ سے کہا تھا کہ آپ کوئی ایسی چیز نہیں لائے جسے ہم پہچان لیں نہ آپؐ کے پاس کوئی ایسی روشن دلیلیں ہیں۔ اس پر یہ آیت پاک نازل ہوئی چونکہ یہودیوں نے اس بات سے انکار کر دیا تھا کہ ہم سے پیغمبر آخر الزمان کی بابت کوئی عہد لیا گیا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ تو ان کی عادت ہی ہے کہ عہد کیا اور توڑا بلکہ ان کی اکثریت تو ایمان سے بالکل خالی ہے۔ نبذ کا معنی پھینک دینا ہے چونکہ ان لوگوں نے کتاب اللہ کو اور عہد باری کو اس طرح چھوڑ رکھا تھا گویا پھینک دیا تھا' اس لئے ان کی مذمت میں یہی لفظ لایا گیا۔

وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُولٌ مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيقٌ مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ كِتَابَ اللَّهِ وَرَآءَ ظُهُورِهِمْ كَأَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿١٠١﴾

جب کبھی ان کے پاس اللہ کا کوئی رسول ان کی کتاب کی تصدیق کرنے والا آیا' ان اہل کتاب کے ایک فرقہ نے اللہ کی کتاب کو اس طرح پیٹھ پیچھے ڈال دیا گویا جانتے ہی نہ تھے ○

(آیت:۱۰۱) دوسری جگہ صاف بیان ہے کہ ان کی کتابوں میں حضورؐ کا ذکر موجود تھا۔ فرمایا یَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِندَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ یعنی یہ لوگ توراۃ و انجیل میں حضورؐ کا ذکر موجود پاتے ہیں۔ یہاں بھی فرمایا ہے کہ جب ان کی کتاب کی تصدیق کرنے والا ہمارا پیغمبر ان کے پاس آیا تو ان کے ایک فریق نے اللہ کی کتاب سے بے پرواہی برت کر اس طرح اسے چھوڑ دیا جیسے کوئی علم ہی نہیں۔

وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِينُ عَلَىٰ مُلْكِ سُلَيْمَانَ ۖ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَا أُنزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ ۚ وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّىٰ يَقُولَا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ۖ فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ ۚ وَمَا هُم بِضَارِّينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنفَعُهُمْ ۚ وَلَقَدْ عَلِمُوا لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۚ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهِ أَنفُسَهُمْ ۚ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿١٠٢﴾ وَلَوْ أَنَّهُمْ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَمَثُوبَةٌ مِّنْ عِندِ اللَّهِ خَيْرٌ ۖ لَّوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿١٠٣﴾ ع ۱۲

اور اس چیز کے پیچھے لگ گئے جسے شیاطین حضرت سلیمانؑ کی حکومت میں پڑھتے تھے۔ سلیمانؑ نے تو یہ کفر نہ کیا تھا بلکہ یہ کفر شیطانوں کا تھا۔ وہ لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے اور بابل میں ہاروت و ماروت دو فرشتوں پر جو اتارا گیا تھا۔ وہ دونوں بھی کسی شخص کو اس وقت تک نہیں سکھاتے تھے جب تک یہ نہ کہہ دیں کہ ہم تو ایک

آزمائش ہیں تو کفر نہ کر۔ پھر لوگ ان سے وہ سیکھتے جس سے مرد و عورت میں جدائی ڈال دیں اور دراصل وہ بغیر اللہ تعالیٰ کی مرضی کے کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ یہ لوگ وہ سیکھتے ہیں جو انہیں نقصان پہنچائے اور نفع نہ پہنچا سکے اور وہ بالیقین جانتے ہیں کہ اس کے لینے والے کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور وہ بدترین چیز ہے جس کے بدلے وہ اپنے تئیں فروخت کر رہے ہیں کاش کہ یہ جانتے ہوتے ○ اگر یہ لوگ ایمان دار متقی بن جاتے تو اللہ کی طرف سے بہترین ثواب انہیں ملتا اگر یہ جانتے ہوتے ○

(آیت:۱۰۲-۱۰۳) بلکہ جادو کے پیچھے پڑ گئے اور خود حضورؐ پر جادو کیا جس کی اطلاع آپ کو جناب باری تعالیٰ نے دی اور اس کا اثر زائل ہوا اور آپؐ کو شفا ملی۔ تو راۃ سے تو حضورؐ کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے اس لئے کہ وہ تو اس کی تصدیق کرنے والی تھی تو اسے چھوڑ کر دوسری کتابوں کی پیروی کرنے لگے اور اللہ کی کتاب کو اس طرح چھوڑ دیا کہ گویا کبھی جانتے ہی نہ تھے' نفسانی خواہشیں سامنے رکھ لیں اور کتاب اللہ کو پیٹھ پیچھے ڈال دیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ راگ باجے کھیل تماشے اور اللہ کے ذکر سے روکنے والی ہر چیز مَا تَتْلُو الشَّيٰطِيْنُ میں داخل ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس ایک انگوٹھی تھی جب آپ بیت الخلاء جاتے تو اپنی بیوی حضرت جرادہ کو دے جاتے۔ جب حضرت سلیمانؑ کی آزمائش کا وقت آیا' اس وقت ایک شیطان جن آپؑ کی صورت میں آپؑ کی بیوی صاحبہ کے پاس آیا اور انگوٹھی طلب کی جو دے دی گئی۔ اس نے پہن لی اور تخت سلیمانی پر بیٹھ گیا۔ تمام جنات وغیرہ حاضر خدمت ہو گئے۔ حکومت کرنے لگا۔ ادھر جب حضرت سلیمانؑ واپس آئے اور انگوٹھی طلب کی تو جواب ملا تو جھوٹا ہے انگوٹھی تو حضرت سلیمانؑ لے گئے۔ آپؑ نے سمجھ لیا کہ یہ اللہ کی طرف سے آزمائش ہے ان دنوں میں شیاطین نے جادو' نجوم' کہانت' شعر و اشعار اور غیب کی جھوٹی سچی خبروں کی کتابیں لکھ کر حضرت سلیمانؑ کی کرسی تلے دفن کرنی شروع کر دیں۔ آپؑ کی آزمائش کا یہ زمانہ ختم ہو گیا۔ آپؑ پھر تخت و تاج کے مالک ہوئے۔ عمر طبعی کو پہنچ کر جب رحلت فرمائی تو شیاطین نے انسانوں سے کہنا شروع کیا کہ حضرت سلیمانؑ کا خزانہ اور وہ کتابیں جن کے ذریعہ سے وہ ہواؤں اور جنات پر حکمرانی کرتے تھے' ان کی کرسی تلے دفن ہیں چونکہ جنات اس کرسی کے پاس نہیں جا سکتے تھے' اس لئے انسانوں نے اسے کھودا تو وہ کتابیں برآمد ہوئیں۔ بس ان کا چرچا ہو گیا اور ہر شخص کی زبان پر چڑھ گیا کہ حضرت سلیمانؑ کی حکومت کا راز یہی تھا بلکہ لوگ حضرت سلیمانؑ کی نبوت سے منکر ہو گئے اور آپؑ کو جادوگر کہنے لگے۔ آنحضرت ﷺ نے اس بات کی عقدہ کشائی کی اور فرمان باری تعالیٰ نازل ہوا کہ جادوگری کا یہ کفر تو شیاطین کا پھیلایا ہوا ہے۔ حضرت سلیمانؑ اس سے بری الذمہ ہیں۔

حضرت ابن عباسؓ کے پاس ایک شخص آیا۔ آپ نے پوچھا کہاں سے آئے ہو؟ اس نے کہا عراق سے۔ فرمایا عراق کے کس شہر سے۔ اس نے کہا کوفہ سے۔ پوچھا۔ وہاں کیا خبریں ہیں۔ اس نے کہا۔ وہاں باتیں ہو رہی ہیں کہ حضرت علیؓ انتقال نہیں کر گئے بلکہ زندہ روپوش ہیں اور عنقریب آئیں گے۔ آپ کانپ اٹھے اور فرمانے لگے۔ اگر ایسا ہوتا تو ہم ان کی میراث تقسیم نہ کرتے اور ان کی عورتیں اپنا دوسرا نکاح نہ کرتیں۔ سنو! شیاطین آسمانی باتیں چرالایا کرتے تھے اور ان میں اپنی باتیں ملا کر لوگوں میں پھیلایا کرتے تھے' حضرت سلیمانؑ نے یہ تمام کتابیں جمع کر کے اپنی کرسی تلے دفن کر دیں۔ آپ کے انتقال کے بعد جنات نے وہ پھر نکال لیں۔ وہی کتابیں عراقیوں میں پھیلی ہوئی ہیں اور ان ہی کتابوں کی باتیں وہ بیان کرتے اور پھیلاتے رہتے ہیں۔ اسی کا ذکر اس آیت وَاتَّبَعُوْا الخ میں ہے۔

اس زمانہ میں یہ بھی مشہور ہو گیا تھا کہ شیاطین علم غیب جانتے ہیں۔ حضرت سلیمانؑ نے ان کتابوں کو صندوق میں بھر کر دفن کر دینے کے بعد یہ حکم جاری کر دیا کہ جو یہ کہے گا' اس کی گردن ماری جائے گی۔ بعض روایتوں میں ہے کہ جنات نے ان کتابوں کو حضرت سلیمانؑ کے انتقال کے بعد آپ کی کرسی تلے دفن کیا تھا اور ان کے شروع صفحہ پر لکھ دیا تھا کہ یہ علمی خزانہ آصف بن برخیا کا جمع کیا ہوا ہے جو حضرت سلیمانؑ

بن داؤدؑ کے وزیر اعظم' مشیر خاص اور دلی دوست تھے۔ یہودیوں میں مشہور تھا کہ حضرت سلیمانؑ نبی نہ تھے بلکہ جادوگر تھے۔ اس بنا پر یہ آیتیں نازل ہوئیں اور اللہ کے سچے نبی نے ایک سچے نبی کی برات کی اور یہودیوں کے اس عقیدے کا ابطال کیا۔ وہ حضرت سلیمانؑ کا نام نبیوں کے زمرے میں سن کر بہت بدکتے تھے۔ اس لئے تفصیل کے ساتھ اس واقعہ کا بیان کر دیا۔ ایک وجہ یہ بھی ہوئی کہ حضرت سلیمانؑ نے تمام موذی جانوروں سے عہد لیا تھا جب انہیں وہ عہد یاد کرایا جاتا تھا تو وہ ستاتے نہ تھے۔ پھر لوگوں نے اپنی طرف سے عبارتیں بنا کر جادو کی قسم کے منتر تنتر بنا کر ان سب کو آپ کی طرف منسوب کر دیا جس کا بطلان ان آیات کریمہ میں ہے۔ یہ یاد رہے کہ ''عَلٰی'' یہاں پر ''فِیْ'' کے معنی میں ہے یا ''تَتْلُوْا'' متضمن ہے تَکْذِیْبُ کا' یہی اولی اور احسن ہے۔ واللہ اعلم۔

خواجہ حسن بصریؒ کا قول ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں جادوگروں کا ہونا قرآن سے ثابت ہے اور حضرت سلیمانؑ کا حضرت موسیٰؑ کے بعد ہونا بھی قرآن سے ظاہر ہے۔ داؤدؑ اور جالوت کے قصے میں ہے مِنْ بَعْدِ مُوْسٰی بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بھی پہلے حضرت صالح علیہ السلام کو ان کی قوم نے کہا تھا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِیْنَ یعنی تو جادو کئے گئے لوگوں میں سے ہے۔ پھر فرماتا ہے وَمَآ اُنْزِلَ الخ بعض تو کہتے ہیں یہاں پر ''مانافیہ ہے'' یعنی انکار کے معنی میں ہے اور اس کا عطف مَا کَفَرَ سُلَیْمٰنُ پر ہے۔ یہودیوں کے اس دوسرے اعتقاد کی کہ جادو فرشتوں پر نازل ہوا ہے' اس آیت میں تردید ہے۔

ہاروت ماروت لفظ شیاطین کا بدل ہے۔ تثنیہ پر بھی جمع کا اطلاق ہوتا ہے جیسے اِنْ کَانَ لَہٗٓ اِخْوَۃٌ میں یا اس لئے جمع کیا گیا کہ ان کے ماننے والوں کو بھی شامل کر لیا گیا ہے اور ان کا نام ان کی زیادہ سرکشی کی وجہ سے سرفہرست دیا گیا ہے۔ قرطبیؒ تو کہتے ہیں کہ اس آیت کا یہی ٹھیک مطلب ہے۔ اس کے سوا کسی اور مفتی کی طرف التفات بھی نہ کرنا چاہئے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ جادو اللہ کا نازل کیا ہوا نہیں۔ ربیع بن انس فرماتے ہیں' ان پر کوئی جادو نہیں اترا۔ اس بنا پر آیت کا ترجمہ اس طرح پر ہوگا کہ ان یہودیوں نے اس چیز کی تابعداری کی جو حضرت سلیمانؑ کے زمانہ میں شیطان پڑھا کرتے تھے حضرت سلیمانؑ نے کفر نہیں کیا نہ اللہ تعالیٰ نے جادو کو ان دو فرشتوں پر اتارا ہے (جیسے اے یہودیو تمہارا خیال جبرئیلؑ و میکائیلؑ کی طرف ہے) بلکہ یہ کفر شیطانوں کا ہے جو بابل میں لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے اور ان کے سردار دو آدمی تھے جن کا نام ہاروت و ماروت تھا۔ حضرت عبدالرحمن بن ابزیٰؒ اسے اس طرح پڑھتے تھے وَمَآ اُنْزِلَ عَلَی الْمَلِکَیْنِ دَاوٗدَ وَ سُلَیْمٰنَ یعنی داؤد و سلیمان دونوں بادشاہوں پر بھی جادو نہیں اتارا گیا یا یہ کہ وہ اس سے روکتے تھے کیونکہ یہ کفر ہے۔ امام ابن جریرؒ نے اس کا زبردست رد کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں ''مَا'' معنی میں اَلَّذِیْ کے ہے اور ہاروت ماروت دو فرشتے ہیں جنہیں اللہ نے زمین کی طرف اتارا ہے اور اپنے بندوں کی آزمائش اور امتحان کے لئے انہیں جادو کی تعلیم دی ہے لہٰذا ہاروت ماروت اس فرمان باری تعالیٰ کو بجا لا رہے ہیں۔

ایک غریب قول یہ بھی ہے کہ یہ جنوں کے دو قبیلے ہیں۔ مَلِکَیْن یعنی دو بادشاہوں کی قرات پر انزال خلق کے معنی میں ہوگا جیسے فرمایا وَاَنْزَلَ لَکُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِیَۃَ اَزْوَاجٍ اور فرمایا وَاَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ اور کہا وَیُنَزِّلُ لَکُمْ مِّنَ السَّمَآءِ رِزْقًا یعنی ہم نے تمہارے لئے آٹھ قسم کے چوپائے پیدا کئے' لوہا بنایا' آسمان سے روزیاں اتاریں۔ حدیث میں ہے مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ دَآءً یعنی اللہ تعالیٰ نے جتنی بیماریاں پیدا کی ہیں' ان سب کے علاج بھی پیدا کئے ہیں۔ مثل مشہور ہے کہ بھلائی برائی کا نازل کرنے والا اللہ ہے یہاں سب جگہ انزال یعنی پیدائش کے معنی میں ہے ایجاد یعنی لانے اور اتارنے کے معنی میں نہیں۔ اسی طرح اس آیت میں بھی اکثر سلف کا مذہب یہ ہے کہ یہ دونوں فرشتے تھے۔ ایک مرفوع حدیث میں بھی یہ مضمون بسط وطول کے ساتھ ہے جو ابھی بیان ہوگی ان شاء اللہ تعالیٰ۔ کوئی یہ اعتراض نہ کرے کہ فرشتے تو معصوم ہیں۔ وہ گناہ کرتے ہی نہیں چہ جائیکہ لوگوں کو جادو سکھائیں جو کفر ہے اس لئے کہ یہ دونوں بھی عام

فرشتوں میں سے خاص ہو جائیں گے۔ جیسے کہ ابلیس کی بابت آپ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ الخ کی تفسیر میں پڑھ چکے ہیں۔ حضرت علیؓ حضرت ابن مسعودؓ حضرت ابن عباسؓ حضرت ابن عمرؓ کعب احبارؒ حضرت سدیؒ حضرت کلبیؒ یہی فرماتے ہیں۔

اب اس حدیث کو سنئے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جب آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے زمین پر اتارا اور ان کی اولاد پھیلی اور زمین میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہونے لگی تو فرشتوں نے کہا کہ دیکھو یہ کس قدر برے لوگ ہیں۔ کیسے نافرمان اور سرکش ہیں۔ ہم اگر ان کی جگہ ہوتے تو ہرگز ہرگز اللہ کی نافرمانی نہ کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اچھا تم اپنے میں سے دو فرشتوں کو پسند کر لو۔ میں ان میں انسانی خواہشات پیدا کرتا ہوں اور انہیں انسانوں میں بھیجتا ہوں۔ پھر دیکھتا ہوں کہ وہ کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے ہاروت و ماروت کو پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں انسانی طبیعت پیدا کی اور ان سے کہہ دیا کہ دیکھو بنی آدمؑ کو تو میں نبیوں کے ذریعہ اپنے حکم احکام پہنچاتا ہوں لیکن تم سے بلا واسطہ خود کہہ رہا ہوں کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا' زنا نہ کرنا' شراب نہ پینا' اب یہ دونوں زمین پر اترے اور زہرہ کو ان کی آزمائش کے لئے حسین و شکیل عورت کی صورت میں ان کے پاس بھیجا جسے دیکھ کر یہ مفتون ہو گئے اور اس سے زنا کرنا چاہا' اس نے کہا' اگر تم شرک کرو تو میں منظور کرتی ہوں۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہ تو ہم سے نہ ہو سکے گا' وہ چلی گئی' پھر آئی اور کہنے لگی اچھا اس بچے کو قتل کر ڈالو تو مجھے تمہاری خواہش پوری کرنی منظور ہے۔ انہوں نے اسے بھی نہ مانا' وہ پھر آئی اور کہا کہ اچھا یہ شراب پی لو انہوں نے اسے ہلکا گناہ سمجھ کر اسے منظور کر لیا۔ اب نشہ میں مست ہو کر زناکاری بھی کی اور اس بچے کو بھی قتل کر ڈالا۔ جب ہوش حواس درست ہوئے تو اس عورت نے کہا جن جن کاموں کا تم پہلے انکار کرتے تھے' سب تم نے کر ڈالے۔ یہ نادم ہوئے' انہیں اختیار دیا گیا کہ یا تو عذاب دنیا کو اختیار کرو یا عذاب اخروی کو۔ انہوں نے دنیا کے عذاب پسند کئے۔ صحیح ابن حبان' مسند احمد' ابن مردویہ' ابن جریر' عبدالرزاق میں یہ حدیث مختلف الفاظ سے مروی ہے۔ مسند احمد کی یہ روایت غریب ہے۔ اس میں ایک راوی موسیٰ بن جبیر انصاری سلمی اللہ کو ابن ابی حاتم نے مستور الحال لکھا ہے۔

ابن مردویہ کی روایت میں یہی ہے کہ ایک رات کو اثنائے سفر میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت نافعؒ سے پوچھا کہ کیا زہرہ تارا نکلا؟ اس نے کہا نہیں۔ دو تین مرتبہ سوال کے بعد کہا۔ اب زہرہ طلوع ہوا تو فرمانے لگے اس سے نہ خوشی ہو نہ بھلائی ملے۔ حضرت نافعؒ نے کہا حضرت اک ستارہ جو حکم اللہ سے طلوع و غروب ہوتا ہے آپؓ اسے برا کہتے ہیں؟ فرمایا میں وہی کہتا ہوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ پھر اس کے بعد مندرجہ بالا حدیث باختلاف الفاظ سنائی لیکن یہ بھی غریب ہے۔ حضرت کعبؓ والی روایت مرفوع سے زیادہ صحیح موقوف ہے اور ممکن ہے کہ وہ بنی اسرائیل روایت ہو۔ واللہ اعلم۔ صحابہؓ اور تابعینؒ سے بھی اس قسم کی روایتیں بہت کچھ منقول ہیں۔ بعض میں ہے کہ زہرہ ایک عورت تھی۔ اس نے ان فرشتوں سے یہ شرط کی تھی کہ تم مجھے وہ دعا سکھا دو جسے پڑھ کر تم آسمان پر چڑھ جاتے ہو انہوں نے سکھا دی۔ یہ پڑھ کر چڑھ گئی اور وہاں تارے کی شکل میں بنا دی گئی۔ بعض مرفوع روایتوں میں بھی یہ ہے لیکن وہ منکر اور غیر صحیح ہیں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ اس واقعہ سے پہلے تو فرشتے صرف ایمان والوں کی بخشش کی دعا مانگتے تھے لیکن اس کے بعد تمام اہل زمین کے لئے دعا شروع کر دی۔ بعض روایتوں میں ہے کہ جب ان دونوں فرشتوں سے یہ نافرمانیاں سرزد ہوئیں تب اور فرشتوں نے اقرار کر لیا کہ بنی آدم جو اللہ تعالیٰ سے دور ہیں اور بن دیکھے ایمان لاتے ہیں جن سے خطاؤں کا سرزد ہو جانا کوئی ایسی انوکھی چیز نہیں۔ ان دونوں فرشتوں سے کہا گیا کہ اب یا تو دنیا کا عذاب پسند کر لو یا آخرت کے عذابوں کو اختیار کر لو۔ انہوں نے دنیا کا عذاب چن لیا چنانچہ انہیں بابل میں عذاب ہو رہا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے جو احکام دیئے تھے' ان میں قتل سے اور مال حرام سے ممانعت بھی کی تھی اور یہ حکم بھی تھا کہ

حکم عدل کے ساتھ کریں۔ یہ بھی وارد ہوا ہے کہ یہ تین فرشتے تھے لیکن ایک نے آزمائش سے انکار کر دیا اور واپس چلا گیا۔ پھر دو کی آزمائش ہوئی۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ یہ واقعہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ کا ہے۔ یہاں بابل سے مراد بابل دنیاوند ہے۔ اس عورت کا نام عربی میں زہرہ تھا اور نبطی زبان میں اس کا نام بیدخت تھا اور فارسی میں ناہید تھا۔ یہ عورت اپنے خاوند کے خلاف ایک مقدمہ لائی تھی۔ جب انہوں نے اس سے برائی کا ارادہ کیا تو اس نے کہا' پہلے مجھے میرے خاوند کے خلاف حکم دو تو مجھے منظور ہے انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر اس نے کہا مجھے یہ بھی بتا دو کہ تم کیا پڑھ کر آسمان پر چڑھ جاتے ہو اور کیا پڑھ کر اترتے ہو؟ انہوں نے یہ بھی بتا دیا۔ چنانچہ وہ اسے پڑھ کر آسمان پر چڑھ گئی۔ اترنے کا وظیفہ بھول گئی اور وہیں ستارے کی صورت میں مسخ کر دی گئی۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جب کبھی زہرہ ستارے کو دیکھتے تو لعنت بھیجا کرتے تھے۔ اب ان فرشتوں نے جب چڑھنا چاہا تو نہ چڑھ سکے۔ سمجھ گئے کہ اب ہم ہلاک ہوئے۔

حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں۔ پہلے پہل چند دنوں تک تو فرشتے ثابت قدم رہے۔ صبح سے شام تک فیصلہ عدل کے ساتھ کرتے رہتے۔ شام کو آسمان پر چڑھ جاتے۔ پھر زہرہ کو دیکھ کر اپنے نفس پر قابو نہ رکھ سکے۔ زہرہ ستارے کو ایک خوبصورت عورت کی شکل میں بھیجا الغرض ہاروت ماروت کا یہ قصہ تابعین میں سے بھی اکثر لوگوں نے بیان کیا ہے جیسے مجاہدؒ سدیؒ حسنؒ بصریؒ قتادہؒ ابو العالیہؒ زہریؒ ربیع بن انسؒ مقاتل بن حیانؒ وغیرہ وغیرہ رحمہم اللہ اجمعین اور متقدمین اور متاخرین مفسرین نے بھی اپنی اپنی تفسیروں میں اسے نقل کیا ہے لیکن اس کا زیادہ تر دارو مدار بنی اسرائیل کی کتابوں پر ہے۔ کوئی صحیح مرفوع متصل حدیث اس باب میں آنحضرت ﷺ سے ثابت نہیں اور نہ قرآن کریم میں اس قدر بسط و تفصیل ہے پس ہمارا ایمان ہے کہ جس قدر قرآن میں ہے صحیح اور درست ہے اور حقیقت حال کا علم اللہ تعالیٰ کو ہی ہے (قرآن کریم کے ظاہری الفاظ مسند احمد ابن حبان' بیہقی وغیرہ کی مرفوع حدیث حضرت علیؓ حضرت ابن عباسؓ ابن مسعودؓ وغیرہ کی موقوف روایات تابعین وغیرہ کی تفاسیر وغیرہ ملا کر اس واقعہ کی بہت کچھ تقویت ہو جاتی ہے نہ اس میں کوئی محال عقلی ہے نہ اس میں کسی اصول اسلامی کا خلاف ہے پھر ظاہر سے بے جاہٹ اور تکلفات اٹھانے کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی واللہ اعلم) (فتح البیان)

ابن جریر میں ایک غریب اثر اور ایک عجیب واقعہ ہے۔ اسے بھی سنئے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ دومتہ الجندل کی ایک عورت حضورؐ کے انتقال کے تھوڑے ہی زمانہ کے بعد آپؐ کی تلاش میں آئی اور آپؐ کے انتقال کی خبر پا کر بے چین ہو کر رونے پیٹنے لگی۔ میں نے اس سے پوچھا کہ آخر کیا بات ہے؟ تو اس نے کہا کہ مجھ میں اور میرے شوہر میں ہمیشہ ناچاقی رہا کرتی تھی۔ ایک مرتبہ وہ مجھے چھوڑ کر لاپتہ کہیں چلا گیا' ایک بڑھیا سے میں نے یہ سب ذکر کیا۔ اس نے کہا' جو میں کہوں' وہ کرو۔ وہ خود بخود تیرے پاس آ جائے گا میں تیار ہو گئی وہ رات کے وقت دو کتے لے کر میرے پاس آئی ایک پر وہ خود سوار ہوئی اور دوسرے پر میں بیٹھ گئی۔ تھوڑی ہی دیر میں ہم دونوں بابل پہنچ گئیں میں نے دیکھا کہ دو شخص ادھر لٹکے ہوئے ہیں اور لوہے میں جکڑے ہوئے ہیں۔ اس عورت نے مجھ سے کہا ان کے پاس جا اور ان سے کہہ کہ میں جادو سیکھنے آئی ہوں۔

میں نے ان سے کہا' انہوں نے کہا' سن ہم تو آزمائش میں ہیں۔ تو جادو نہ سیکھ' اس کا سیکھنا کفر ہے۔ میں نے کہا میں تو سیکھوں گی انہوں نے کہا اچھا پھر جا اور اس تنور میں پیشاب کر کے چلی آ۔ میں گئی۔ ارادہ کیا لیکن کچھ دہشت سی طاری ہوئی۔ میں واپس آ گئی اور کہا میں فارغ ہو آئی ہوں۔ انہوں نے پوچھا۔ کیا دیکھا؟ میں نے کہا کچھ نہیں۔ انہوں نے کہا تو غلط کہتی ہے۔ ابھی تو کچھ نہیں بگڑا۔ تیرا ایمان ثابت ہے۔ اب بھی لوٹ جا اور کفر نہ کر۔ میں نے کہا' مجھے تو جادو سیکھنا ہے۔ انہوں نے پھر کہا۔ جا اور اس تنور میں پیشاب کر آ۔ میں پھر گئی لیکن اب کی مرتبہ بھی دل نہ مانا۔ واپس آئی۔ پھر اسی طرح سوال جواب ہوئے۔ میں تیسری مرتبہ پھر تنور کے پاس گئی اور دل کڑا کر کے پیشاب کرنے

کو بیٹھ گئی- میں نے دیکھا کہ ایک گھڑ سوار منہ پر نقاب ڈالے نکلا اور آسمان پر چڑھ گیا- واپس چلی آئی- ان سے ذکر کیا- انہوں نے کہا ہاں اب کی مرتبہ تو سچ کہتی ہے- وہ تیرا ایمان تھا جو تجھ میں سے نکل گیا- اب جا چلی جا میں آئی اور اس بڑھیا سے کہا- انہوں نے مجھے کچھ بھی نہیں سکھایا- اس نے کہا بس تجھے کچھ آ گیا- اب تو جو کہے گی ہو جائے گا- میں نے آزمائش کے لئے ایک دانہ گیہوں کا لیا اسے زمین پر ڈال کر کہا' اگ جا' وہ فوراً اگ آیا- میں نے کہا- تجھ میں بال پیدا ہو جائے چنانچہ ہو گئے- میں نے کہا سوکھ جا وہ بال سوکھ گئے' میں نے کہا' الگ الگ دانہ ہو جا' وہ بھی ہو گیا' پھر میں نے کہا سوکھ جا تو سوکھ گیا- پھر میں نے کہا- آٹا بن جا تو آٹا بن گیا میں نے کہا روٹی پک جا تو روٹی پک گئی' یہ دیکھتے ہی میرا دل نادم ہونے لگا اور مجھے اپنے بے ایمان ہو جانے کا صدمہ ہونے لگا- اے ام المومنین قسم اللہ کی نہ میں نے اس جادو سے کوئی کام لیا نہ کسی پر کیا- میں یونہی روتی پیٹتی حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو گئی کہ حضورؐ سے کہوں لیکن افسوس بدقسمتی سے آپ کو بھی میں نے نہ پایا- اب میں کیا کروں؟ اتنا کہہ کر چپ ہو گئی- سب کو اس پر ترس آنے لگا- صحابہ کرامؓ بھی متحیر تھے کہ اسے کیا فتویٰ دیں؟ آخر بعض صحابہؓ نے کہا' اب سوا اس کے کیا ہو سکتا ہے کہ تم اس فعل کو نہ کرو- توبہ استغفار کرو اور اپنے ماں باپ کی خدمت گذاری کرتی رہو-

یہاں یہ بھی خیال رکھنا چاہئے کہ صحابہ کرامؓ فتویٰ دینے میں بہت احتیاط کرتے تھے کہ چھوٹی سی بات بتانے میں تامل ہوتا تھا- آج ہم بڑی سے بڑی بات بھی اٹکل اور رائے قیاس سے گھڑ گھڑا کر بنانے میں بالکل نہیں- رکتے اس کی اسناد بالکل صحیح ہیں- بعض لوگ کہتے ہیں کہ ''عین'' چیز جادو کے زور سے پلٹ جاتی ہے اور بعض کہتے ہیں نہیں- صرف دیکھنے والے کو ایسا خیال پڑتا ہے- اصل چیز جیسی ہوتی ہے' ویسی ہی رہتی ہے جیسے قرآن میں ہے سَحَرُوا اَعْيُنَ النَّاسِ الخ یعنی انہوں نے لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا اور فرمایا يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى حضرت موسیٰؑ کی طرف خیال ڈالا جاتا تھا کہ گویا وہ سانپ وغیرہ ان کے جادو کے زور سے چل پھر رہے ہیں- اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آیت میں لفظ بابل سے مراد بابل عراق ہے بابل دنیاوند نہیں- ابن ابی حاتم کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بابل کی زمین میں جا رہے تھے- عصر کی نماز کا وقت آ گیا لیکن آپؓ نے وہاں نماز ادا نہ کی بلکہ اس زمین کی سرحد سے نکل جانے کے بعد نماز پڑھی اور فرمایا میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے قبرستان میں نماز پڑھنے سے روک دیا ہے اور بابل کی زمین میں نماز پڑھنے سے بھی ممانعت فرمائی ہے- یہ زمین ملعون ہے- ابوداؤد میں بھی یہ حدیث مروی ہے اور امام صاحب نے اس پر کوئی کلام نہیں کیا اور جس حدیث کو حضرت امام ابوداؤد اپنی کتاب میں لائیں اور اس کی سند پر خاموشی کریں تو وہ حدیث امام صاحب کے نزدیک حسن ہوتی ہے-

اس سے معلوم ہوا کہ بابل کی سرزمین میں نماز مکروہ ہے جیسے کہ ثمودیوں میں نہ جاؤ- اگر اتفاقاً جانا پڑے تو خوف اللہ سے روتے ہوئے جاؤ- ہیئت دانوں کا قول ہے کہ بابل کی دوری بحر غربی اوقیانوس سے ستر درجہ لمبی اور وسط زمین سے جنوب کی جانب بخط استوا سے تئیس درجہ ہے- واللہ اعلم- چونکہ ہاروت ماروت کو اللہ تعالیٰ نے خیر و شر' کفر و ایمان کا علم دے رکھا ہے' اس لیئے ہر ایک کفر کی طرف جھکنے والے کو نصیحت کرتے ہیں اور ہر طرح روکتے ہیں- جب نہیں مانتا تو وہ اسے کہہ دیتے ہیں' اس کا نور ایمان جاتا رہتا ہے- ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے شیطان اس کا رفیق کار بن جاتا ہے' ایمان کے نکل جانے کے بعد غضب اللہ اس کے روم روم میں گھس جاتا ہے- ابن جریجؒ فرماتے ہیں سوائے کافر کے اور کوئی جادو سیکھنے کی جرات نہیں کرتا- فتنہ کے معنی یہاں پر بلا' آزمائش اور امتحان کے ہیں- حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قول قرآن پاک میں مذکور ہے اِنْ هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جادو سیکھنا کفر ہے- حدیث میں بھی ہے جو شخص کسی کاہن یا جادوگر کے پاس جائے اور اس کی بات کو سچ سمجھے- اس نے حضرت محمد ﷺ پر اتری ہوئی وحی کے ساتھ کفر کیا (بزار) یہ حدیث صحیح

ہے اور اس کی تائید میں اور حدیثیں بھی آئی ہیں۔

پھر فرمایا کہ لوگ ہاروت ماروت سے جادو سیکھتے ہیں جس کے ذریعے برے کام کرتے ہیں۔ عورت مرد کی محبت اور موافقت کو بغض اور مخالفت سے بدل دیتے ہیں۔ صحیح مسلم میں حدیث ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ شیطان اپنا عرش پانی پر رکھتا ہے پھر اپنے لشکروں کو بہکانے کے واسطے بھیجتا ہے۔ سب سے زیادہ مرتبہ والا اس کے نزدیک وہ ہے جو فتنے میں سب سے بڑھا ہوا ہو۔ یہ جب واپس آتے ہیں تو اپنے بدترین کاموں کا ذکر کرتے ہیں' کوئی کہتا ہے میں نے فلاں کو اس طرح گمراہ کر دیا' کوئی کہتا ہے میں نے فلاں شخص سے یہ گناہ کرایا' شیطان ان سے کہتا ہے' کچھ نہیں یہ تو معمولی کام ہے یہاں تک کہ ایک آ کر کہتا ہے کہ میں نے فلاں شخص کے اور اس کی بیوی کے درمیان جھگڑا ڈال دیا۔ یہاں تک کہ جدائی ہو گئی۔ شیطان اسے گلے لگا لیتا ہے اور کہتا ہے ہاں تو نے بڑا کام کیا' اسے اپنے پاس بٹھا لیتا ہے اور اس کا مرتبہ بڑھا دیتا ہے۔ پس جادوگر بھی اپنے جادو سے وہ کام کرتا ہے جس سے میاں بیوی میں جدائی ہو جائے مثلاً اس کی شکل صورت اسے بری معلوم ہونے لگے یا اس کے عادات و اطوار سے جو غیر شرعی نہ ہوں' یہ نفرت کرنے لگے یا دل میں عداوت آ جائے وغیرہ وغیرہ۔ رفتہ رفتہ یہ باتیں بڑھتی جائیں اور آپس میں چھوٹ چھٹاؤ ہو جائے۔ ''مرا'' کہتے ہیں اس کا مذکر مونث اور تثنیہ تو ہے' جمع نہیں بنتا۔ پھر فرمایا۔ یہ کسی کو بھی بغیر اللہ کی مرضی کے ایذا نہیں پہنچا سکتے یعنی اس کے اپنے بس کی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قضا و قدر اور اس کے ارادے کے ماتحت یہ نقصان بھی پہنچتا ہے۔ اگر اللہ نہ چاہے تو اس کا جادو محض بے اثر اور بے فائدہ ہو جاتا ہے۔ یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ یہ جادو اسی شخص کو نقصان دیتا ہے جو اسے حاصل کرے اور اس میں داخل ہو۔ پھر ارشاد ہوتا ہے' وہ ایسا علم سیکھتے ہیں جو ان کے لئے سراسر نقصان وہ ہے جس میں کوئی نفع نہیں اور یہ یہودی جانتے ہیں کہ رسول کی تابعداری چھوڑ کر جادو کے پیچھے لگنے والوں کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں نہ ان کی قدر و وقعت اللہ کے پاس ہے' نہ وہ دیندار سمجھے جاتے ہیں۔ پھر فرمایا اگر یہ اس کام کی برائی کو محسوس کرتے اور ایمان و تقویٰ برتتے تو یقیناً ان کے لئے بہت ہی بہتر تھا مگر یہ بے علم لوگ ہیں۔ اور فرمایا کہ اہل علم نے کہا' تم پر افسوس ہے' اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ثواب ایمانداروں اور نیک اعمال والوں کے لئے بہت ہی بہتر ہے لیکن اسے صبر کرنے والے ہی پا سکتے ہیں۔

اس آیت سے یہ بھی استدلال بزرگان دین نے کیا ہے کہ جادوگر کافر ہے کیونکہ آیت میں وَلَوْ اَنَّھُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا فرمایا ہے۔ حضرت امام احمدؒ اور سلف کی ایک جماعت بھی جادو سیکھنے والے کو کافر کہتی ہے۔ بعض کافر تو نہیں کہتے لیکن فرماتے ہیں کہ جادوگر کی حد یہ ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے۔ بجالہ بن عبیدؒ کہتے ہیں حضرت عمرؓ نے اپنے ایک فرمان میں لکھا تھا کہ ہر ایک جادوگر مرد و عورت کو قتل کر دو چنانچہ ہم نے تین جادوگروں کی گردن ماری۔ صحیح بخاری شریف میں بھی یہ روایت ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا پر ان کی ایک لونڈی نے جادو کیا جس پر اسے قتل کیا گیا۔ حضرت امام احمد حنبل رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں' تین صحابیوں سے جادوگر کے قتل کا فتویٰ ثابت ہے۔ ترمذی میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں' جادوگر کی حد تلوار سے قتل کر دینا ہے۔ اس حدیث کے ایک راوی اسمٰعیل بن مسلم ضعیف ہیں۔ صحیح بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ غالباً یہ حدیث موقوف ہے لیکن طبرانی میں ایک دوسری سند سے بھی یہ حدیث مرفوع مروی ہے۔ واللہ اعلم۔

ولید بن عقبہ کے پاس ایک جادوگر تھا جو اپنے کرتب بادشاہ کو دکھایا کرتا تھا۔ بظاہر ایک شخص کا سر کاٹ لیتا پھر آواز دیتا تو سر جڑ جاتا اور وہ موجود ہو جاتا۔ مہاجرین صحابہ میں سے ایک بزرگ صحابیؓ نے یہ دیکھا اور دوسرے دن تلوار باندھے ہوئے آئے۔ جب ساحر نے اپنا کھیل شروع کیا' آپ نے اپنی تلوار سے خود اس کی گردن اڑا دی اور فرمایا لے اب اگر سچا ہے تو خود جی اٹھ' پھر قرآن پاک کی یہ آیت پڑھ کر

لوگوں کو سنائی اَفَتَاْ تُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ کیا تم دیکھتے بھالتے جادو کے پاس جاتے ہو؟ چونکہ اس بزرگ صحابیؓ نے ولید کی اجازت اس کے قتل میں نہیں لی تھی' اس لئے بادشاہ نے ناراض ہو کر انہیں قید کر دیا۔ پھر چھوڑ دیا۔ امام شافعی نے حضرت عمرؓ کے فرمان اور حضرت حفصہؓ کے واقعہ کے متعلق یہ کہا ہے کہ یہ حکم اس وقت ہے جب جادو شرکیہ الفاظ سے ہو۔

معتزلہ جادو کے وجود کے منکرین وہ کہتے ہیں جادو کوئی چیز نہیں بلکہ بعض لوگ تو بعض دفعہ اتنا بڑھ جاتے ہیں کہ کہتے ہیں جو جادو کا وجود مانتا ہو' وہ کافر ہے لیکن اہل سنت جادو کے وجود کے قائل ہیں۔ یہ مانتے ہیں کہ جادوگر اپنے جادو کے زور سے ہوا پر اڑ سکتے ہیں اور انسان کو بظاہر گدھا اور گدھے کو بظاہر انسان بنا ڈالتے ہیں مگر کلمات اور منتر تنتر کے وقت ان چیزوں کو پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے آسمان کو اور تاروں کو تاثیر پیدا کرنے والا اہل سنت نہیں مانتے۔ فلسفے اور نجوم والے اور بے دین لوگ تو تاروں کو اور آسمان کو ہی اثر پیدا کرنے والا جانتے ہیں۔ اہل سنت کی ایک دلیل تو آیت وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ ہے اور دوسری دلیل خود آنحضرت ﷺ پر جادو کیا جانا اور آپ پر اس کا اثر ہونا ہے۔ تیسرے اس عورت کا واقعہ جسے حضرت عائشہؓ نے بیان فرمایا ہے جو اوپر ابھی ابھی گذرا ہے۔ اور بھی بیسیوں ایسے ہی واقعات وغیرہ ہیں۔

رازی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ جادو کا حاصل کرنا برا نہیں۔ محققین کا یہی قول ہے اس لئے کہ وہ بھی ایک علم ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ یعنی علم والے اور بے علم برابر نہیں ہوتے اور اس لئے کہ یہ علم ہوگا تو اس سے معجزے اور جادو میں فرق پوری طرح واضح ہو جائے گا اور معجزے کا علم واجب ہے اور وہ موقوف ہے جادو کے سیکھنے پر جس سے فرق معلوم ہو۔ پس جادو کا سیکھنا بھی واجب ہوا۔ رازی کا یہ قول سرتاپا غلط ہے۔ اگر عقلاً وہ اسے برا نہ بتائیں تو معتزلہ موجود ہیں جو عقلاً بھی اس کی برائی کے قائل ہیں اور اگر شرعاً برا نہ بتلاتے ہوں تو قرآن کی یہ آیت شرعی برائی بتلانے کے لئے کافی ہے۔ صحیح حدیث میں ہے جو کسی شخص' کسی جادوگر یا کاہن کے پاس جائے وہ کافر ہو جائے گا۔

جادو کے جواز اور عدم جواز کی بحث: ☆☆ سنن میں حدیث ہے کہ جس نے گرہ لگائی اور اس میں پھونکا' اس نے جادو کیا لہٰذا رازی کا یہ کہنا کہ محققین کا قول یہی ہے یہ بھی ٹھیک نہیں۔ آخر ان محققین کے ایسے اقوال کہاں ہیں؟ ائمہ اسلام میں سے کس نے ایسا کہا ہے؟ پھر هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ آیت کو پیش کرنا بھی نری جرات ہے کیونکہ آیت میں علم سے مراد دینی علم ہے۔ اسی آیت میں شرعی علم والے علماء کی فضیلت بیان ہوئی ہے پھر ان کا یہ کہنا کہ اسی علم سے کہ اسی سے معجزے کا علم تقابلی حاصل ہوتا ہے یہ تو بالکل واہی محض غلط اور فاسد ہے اس لئے کہ ہمارے رسول ﷺ کا سب سے بڑا معجزہ قرآن پاک ہے جو باطل سے سراسر محفوظ ہے لیکن اس کا معجزہ ماننے کے لئے جادو جاننا ضروری نہیں ہے۔ وہ لوگ جنہیں جادو سے دور کا بھی تعلق نہیں' وہ بھی اسے معجزہ مان گئے۔ صحابہ' تابعین' ائمہ مسلمین بلکہ عام مسلمان بھی اسے معجزہ مانتے ہیں حالانکہ ان تمام میں سے کوئی ایک بھی جادو جاننا تو کیا جادو کے پاس تک نہ پھٹکا نہ سیکھا نہ سکھایا' نہ کیا نہ کرایا بلکہ ان سب کاموں کو کفر کہتے رہے پھر یہ دعویٰ کرنا کہ جادو کا جاننا واجب ہے اس لئے کہ جادو کے علم سے معجزہ کا فرق معلوم ہو سکتا ہے اس لئے اس کا سیکھنا واجب کس قدر مہمل دعویٰ ہے۔

جادو کی اقسام: ☆☆ اب جادو کی قسمیں سنئے جنہیں ابوعبداللہ رازیؒ نے بیان کیا ہے (۱) ایک جادو تو ستارہ پرست فرقہ کا ہے۔ وہ سات ستاروں کی نسبت عقیدہ رکھتے ہیں کہ بھلائی برائی انہی کے باعث ہوتی ہے اس لئے ان کی طرف خطاب کر کے مقرر الفاظ پڑھا کرتے ہیں

اور انہی کی پرستش کرتے ہیں- اسی قوم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام آئے اور انہیں ہدایت کی- رازیؒ نے اس فن میں ایک خاص کتاب تصنیف کی ہے جس کا نام السر المکتوم فی مخاطبہ الشمس و النجوم رکھا ہے- ملاحظہ ہو ابن خلکان وغیرہ- بعض کہتے ہیں کہ انہوں نے بعد میں اس سے توبہ کرلی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ صرف لوگوں کو اس علم سے آشنا کرنے اور خود کو اس کا عالم ثابت کرنے کے لئے یہ کتاب لکھی تھی ورنہ ان کا اپنا اعتقاد یہ تھا جو سراسر کفر ہے- اس کتاب میں ان لوگوں کے طور طریقے لکھے ہیں۔

(۲) دوسرا جادو قوی نفس اور قوت واہمہ کے طاقتور لوگوں کا فن ہے' وہم اور خیال کا زندگی میں بڑا اثر ہوتا ہے دیکھئے اگر ایک تنگ پل زمین پر رکھ دیا جائے تو اس پر انسان بہ آسانی چلا جائے گا لیکن یہی تنگ پل اگر کسی دریا پر ہو تو نہیں گذر سکے گا- اس لئے کہ اس وقت خیال ہوگا کہ اب گرا' اب گرا تو واہمہ کی کمزوری کے باعث جتنی جگہ پر زمین میں چل پھر سکتا تھا' اتنی جگہ پر ایسے ڈر کے وقت نہیں چل سکتا- حکیموں اور طبیبوں نے بھی مرعوف (جس کو نکسیر بہنے کی بیماری ہو) شخص کو سرخ چیزوں کو دیکھنے سے روک دیا ہے اور مرگی والوں کو زیادہ روشنی والی اور تیز حرکت کرنے والی چیزوں کے دیکھنے سے منع کیا ہے جس سے ظاہر ہے کہ قوت واہمہ کا ایک خاص اثر طبیعت پر پڑتا ہے- عقلمند لوگوں کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ نظر لگتی ہے- صحیح حدیث میں بھی آیا ہے کہ نظر کا لگنا حق ہے- اگر کوئی چیز تقدیر سے سبقت کرنے والی ہوتی تو نظر ہوتی- اب اگر نفس قوی ہے تو ظاہری سہاروں اور ظاہری کاموں کی کوئی ضرورت نہیں اور اگر اتنا قوی نہیں تو پھر اسے آلات کی بھی ضرورت پڑتی ہے- جس قدر نفس کی قوت بڑھتی جائی گی' وہ روحانیات میں ترقی کرتا جائے گا اور تاثیر میں بڑھتا جائے گا اور جس قدر یہ قوت کم ہوتی جائے گی' اسی قدر گھٹتا جائے گا' یہ کیفیت کبھی غذا کی کمی سے اور لوگوں کے میل جول سے ترک کرنے سے بھی حاصل ہو جاتی ہے- کبھی تو قوت کو حاصل کرکے انسان نیکی کے کام یعنی شریعت کے مطابق اس سے کام لیتا ہے- اس حال کو شریعت کی اصطلاح میں کرامت کہتے ہیں- جادو نہیں کہتے اور کبھی اس حال سے باطل میں اور خلاف شرع کاموں میں مدد لیتا ہے اور دین سے دور پڑ جاتا ہے- ایسے لوگوں کے یہ قابل حیرت کاموں سے کسی کو دھوکا کھا کر انہیں ولی نہ سمجھ لینا چاہئے کیونکہ شریعت کے خلاف چلنے والا ولی اللہ نہیں ہو سکتا- آپ دیکھتے نہیں کہ صحیح حدیثوں میں دجال کی بابت کیا کچھ آیا ہے؟ وہ کیسے کیسے خلاف عادت کام کرکے دکھائے گا لیکن ان کی وجہ سے وہ اللہ کا ولی نہیں بلکہ ملعون و مردود ہے-

(۳) تیسری قسم کا جادو جنات کے ذریعہ زمین والوں کی روحوں سے امداد و اعانت طلب کرنے کا ہے-- معتزلہ اور فلاسفہ اس کے قائل نہیں- ان روحوں سے بعض مخصوص الفاظ اور اعمال سے تعلق پیدا کرتے ہیں- اسے سحر بالعزائم اور عمل تسخیر بھی کہتے ہیں-

(۴) چوتھی قسم خیالات کا بدل دینا' آنکھوں پر اندھیرا ڈال دینا اور شعبدہ بازی کرنا ہے جس سے حقیقت کے خلاف دکھائی دینے لگتا ہے- تم نے دیکھا ہوگا کہ شعبدہ باز پہلے ایک کام شروع کرتا ہے جب لوگ دلچسپی کے ساتھ اس طرف نظریں جما دیتے ہیں اور ان کی باتوں کی طرف متوجہ ہو کر ہمہ تن اس میں مصروف ہو جاتے ہیں- وہ پھرتی سے ایک دوسرا کام کر ڈالتا ہے جو لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ رہتا ہے اور اسے دیکھ کر وہ حیران رہ جاتے ہیں- بعض مفسرین کا قول ہے کہ فرعون کے جادوگروں کا جادو بھی اسی قسم کا تھا- اسی لئے قرآن میں ہے سَحَرُوۡٓا اَعۡيُنَ النَّاسِ وَاسۡتَرۡهَبُوۡهُمۡ الخ لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا اور ان کے دلوں میں ڈر بٹھا دیا اور جگہ ہے يُخَيَّلُ اِلَيۡهِ موسیٰ علیہ السلام کے خیال میں وہ سب لکڑیاں اور رسیاں سانپ بن کر دوڑتی ہوئی نظر آنے لگیں حالانکہ درحقیقت ایسا نہ تھا- واللہ اعلم۔

(۵) پانچویں قسم بعض چیزوں کی ترکیب دے کر کوئی عجیب کام اس سے لینا مثلاً گھوڑے کی شکل بنا دی- اس پر ایک سوار بنا کر بٹھا دیا- اس کے ہاتھ میں ناقوس ہے جہاں ایک ساعت گذری اور اس ناقوس میں سے آواز نکلی حالانکہ کوئی اسے نہیں چھیڑتا- اسی طرح انسانی

صورت اس کاریگری سے بنائی کہ گویا اصلی انسان ہنس رہا ہے یا رو رہا ہے - فرعون کے جادوگروں کا جادو بھی اسی قسم میں سے تھا کہ وہ بنائے ہوئے سانپ وغیرہ زئبق کے باعث زندہ حرکت کرنے والے دکھائی دیتے تھے - گھڑی اور گھنٹے اور چھوٹی چھوٹی چیزیں جن سے بڑی بڑی وزنی چیزیں کھنچ آتی ہیں' سب اسی قسم میں داخل ہیں - حقیقت میں اسے جادو ہی نہ کہنا چاہئے کیونکہ یہ تو ایک ترکیب اور کاریگری ہے جس کے اسباب بالکل ظاہر ہیں - جو انہیں جانتا ہو' وہ ان اسباب وفنون سے یہ کام لے سکتا ہے - اسی طرح کا وہ حیلہ بھی ہے کہ جو بیت المقدس کے نصرانی کرتے تھے کہ پر اسرار طریقہ سے گرجے کی قندیلیں جلا دیں اور اسے گرجے کی کرامت مشہور کر دی یا اور لوگوں کو اپنے دین کی طرف جھکا لیا - بعض کرامیہ صوفیوں کا بھی خیال ہے کہ اگر ترغیب وترہیب کی حدیثیں گھڑ لی جائیں اور لوگوں کو عبادت کی طرف مائل کیا جائے تو کوئی حرج نہیں لیکن یہ بڑی غلطی ہے - رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں' جو شخص مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولے' وہ اپنی جگہ جہنم میں مقرر کر لے اور فرمایا میری حدیثیں بیان کرتے رہو لیکن مجھ پر جھوٹ نہ باندھو مجھ پر جھوٹ بولنے والا قطعاً جہنمی ہے -

ایک نصرانی پادری نے ایک مرتبہ دیکھا کہ ایک پرندکا چھوٹا سا بچہ جسے اڑنے اور چلنے پھرنے کی طاقت نہیں' ایک گھونسلے میں بیٹھا ہے جب وہ اپنی ضعیف اور پست آواز نکالتا ہے تو اور پرندے اسے سن کر رحم کھا کر زیتون کا پھل اس گھونسلے میں لا لا کر رکھ جاتے ہیں اس نے اسی صورت کا ایک پرندہ کسی چیز کا بنایا اور نیچے سے اسے کھوکھلا رکھا اور ایک سوراخ اس کی چونچ کی طرف رکھا جس سے ہوا اس کے اندر گھستی تھی - پھر جب نکلتی تھی تو اسی طرح کی آواز اس سے پیدا ہوتی تھی - اسے لا کر اپنے گرجے میں ہوا کے رخ رکھ دیا - چھت میں ایک چھوٹا سا سوراخ کر دیا تا کہ ہوا اس سے جائے - اب جب ہوا چلتی اور اس کی آواز نکلتی تو اس قسم کے پرندے جمع ہو جاتے اور زیتون کے پھل لا لا کر رکھ جاتے - اس نے لوگوں میں شہرت دینی شروع کی کہ اس گرجے میں یہ کرامت ہے - یہاں ایک بزرگ کا مزار ہے اور یہ کرامت انہی کی ہے - لوگوں نے بھی جب اپنی آنکھوں یہ ان ہونی عجیب بات دیکھی تو معتقد ہو گئے اور اس قبر پر نذر نیاز چڑھانے لگے اب کرامت دور دور تک مشہور ہو گئی حالانکہ کوئی کرامت نہ تھی نہ معجزہ تھا - صرف ایک پوشیدہ فن تھا جسے اس ملعون شخص نے پیٹ بھرنے کے لئے پوشیدہ طور پر رکھا تھا اور ایک لعنتی فرقہ اس پر ریجھا ہوا تھا۔

(۶) چھٹی قسم جادو کی بعض دواؤں میں عجیب عجیب خاصیتیں ہیں - مقناطیس ہی کو دیکھو کہ لوہا کس طرح اس کی طرف کھنچ جاتا ہے - اکثر صوفی اور فقیر اور درویش انہی حیلہ سازیوں کو کرامت کر کے لوگوں کو دکھاتے ہیں اور انہیں مرید بناتے پھرتے ہیں۔

(۷) ساتویں قسم دل پر ایک خاص قسم کا اثر ڈال کر اس سے جو چاہنا منوا لینا ہے مثلاً اس سے کہہ دیا کہ مجھے اسم اعظم یاد ہے یا جنات میرے قبضہ میں ہیں - اب اگر سامنے والا کمزور دل کچے کانوں اور بودے عقیدے والا ہے تو وہ اسے سچ سمجھ لے گا اور اس کی طرف سے ایک قسم کا خوف' ڈر' ہیبت اور رعب اس کے دل پر بیٹھ جائے گا جو اس کو ضعیف بنا دے گا - اب اس وقت جو چاہے کرے گا اور اس کا کمزور دل اسے عجیب عجیب باتیں دکھاتا جائے گا اسی کو تمبلہ (عام زبان میں اسے معمول) کہتے ہیں اور یہ اکثر کم عقل لوگوں پر ہو جایا کرتا ہے اور علم فراست سے کامل عقل والا اور کم عقل والا انسان معلوم ہو سکتا ہے اور اس حرکت کا کرنے والا اپنا یہ فعل اپنی قوت قیافہ کے ذریعے سے کم عقل شخص کو معلوم کر کے ہی کرتا ہے۔

(۸) آٹھویں قسم چغلی کرنا' جھوٹ سچ ملا کر کسی کے دل میں اپنا گھر کر لینا اور خفیہ چالوں سے اسے اپنا گرویدہ کر لینا' یہ چغل خوری اگر لوگوں کو بھڑکانے بدکانے اور ان کے درمیان عداوت ودشمنی ڈالنے کے لئے ہو تو شرعاً حرام ہے - جب اصلاح کے طور پر اور آپس